پندرہویں صدی کے ایک بغدادی صوفی بزرگ

ماہ نامہ ''صنم'' پٹنہ ۱۹۵۹ء کے ''بہار نمبر'' میں شائع ہونے والی پروفیسر حسن عسکری سکریٹری بہار ہسٹوریکل ریکارڈ سروے کمیٹی پٹنہ کی تحقیقی تحریر- ہم اس کی افادیت کے پیش نظر مقالہ نگار اور ماہ نامہ ''صنم'' پٹنہ کے شکریے کے ساتھ اسے ''جام نور'' میں شائع کر رہے ہیں- (ادارہ)

۱۸۱۱/۱۲ء میں فرانسس بوکانن کو ضلع گیا کے داؤدنگر ڈویزن میں تقریباً پانچ سو پیرزادے ملے جن میں اکثر محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی متوفی ۱۱۶۶ء/۵۶۱ھ مدفون بغداد کی اولاد تھے طریقہ صوفیہ قادریہ کے اس مشہور بانی محبوب سبحانی کے گیارہ فرزندوں میں سے ایک سید عبدالرزاق قادری ''سید محمد قادری'' کے اسلاف میں سے تھے ''سید محمد قادری'' کے بارے میں بوکانن کا بیان ہے کہ انہوں نے یہاں آکر کافروں کو ہلاک کیا اور (امجد) انجھر شریف میں مدفون ہوئے- جہاں ان کے احفاد تین مسلم جاگیروں کے مالک ہیں گیا ضلع (موجودہ اورنگ آباد ضلع) داؤدنگر سے شمال مشرق جانب دس میل کے فاصلہ پر اور ایسٹ انڈیا ریلوے کے پامرگنج (انوگرہ نرائن روڈ) اسٹیشن سے لگ بھگ ۲۵ میل کے فاصلہ پر ۸۴ درجہ ۳۳ دقیقہ طول البلد ۲۵ درجہ ۴ دقیقہ عرض البلد انجھر ایک گاؤں ہے جہاں ابتک ایک خانقاہ موجود ہے اس خانقاہ کی بنیاد پندرہویں صدی کے وسط میں حضرت امیر سید محمد قادری نے ڈالی تھی- اور بوکانن کے عہد میں اس کے بڑے پیرزادے اور گدی نشیں حضرت سید شاہ غلام رشید قادری تھے- شیخ کے اولاد بہرحال بوکانن کے عہد میں کئی خاندانوں میں بٹ گئے تھے-

اس وقت گیا پٹنہ شاہ آباد کے اضلاع میں پھیلے ہوئے ہیں کہا جاتا ہے کہ ان کے پاس بڑے ہی قیمتی مخطوطات اور وثائق ہیں حضرت سید محمد قادری کے پوتے اور پسر ثانی جلال الدین متولد ۸۵۰ھ کے بیٹے حضرت سلیمان قادری کا نام اس خاندان کے قاضی اور نائب قاضی کی طویل فہرست میں سب سے پہلے آتا ہے- یہ اکبر کی طرف سے اورنگ آباد سب ڈویزن میں پرگنہ منورہ اور انچا کے قاضی نہایت کبرسنی میں مقرر ہوئے تھے- راقم سطور کو ایک سند مورخہ ۲۰ محرم ۹۸۷ھ ملی جس میں تین مہریں تھیں ایک تو نہایت واضح ہے دو ماہ تقرا تھیں ان مہروں کے اوپر حاشیہ کی عبارت بڑی اہم ہے کیونکہ حاشیہ کی عبارت میں قاضی یعقوب اور میر حیدر جہاں کا تذکرہ بار بار آتا ہے (مثلاً اللہ اکبر ۱ بموجب تصدیق، و تنقیح مرقومہ قاضی یعقوب قضاء حکایت واراضی مدد معاش بمشارالیہ میراں سید سلیمان اہل علم اولاد حضرت غوث الثقلین امیر سید محی الدین و فرزنداں مقرر و مسلم دانند ۲ مالک الملک بموجب تصحیح و تصدیق مرقومہ قاضی یعقوب بہ مخدوم زادہ ..... قضا و خطابت پرگنائے مذکور انچھا و پرگنہ منورہ من اعمال سرکار بہار) در وجہ مدد معاش مع فرزندان موافق حکم جہاں مطاع مقرر دانند تیصرف آرند ۳ مالک الملک بہ نوشتہ میر حیدر جہاں عمل نمائند میر حیدر جہاں اور قاضی یعقوب کی وقیع شخصیت پر میر ابوالفضل اور عبدالقادر یعنی شہنشاہ اکبر کے مورخوں کے بیانات سے روشنی پڑتی ہے-

رسالہ جوادیہ کے نسخہ میں خاندان کے ایسے بہت سے افراد کی فہرست ہے جو قاضی القضاۃ اور نائب قاضی کے عہدے پر مامور ہوئے- یہ سلسلہ اکبر کے عہد سے East india Company کے عہد تک رہا- ۱۵۱ اوراق پر مشتمل ایک قیمتی فارسی مخطوطہ موسوم بہ مناقب محمدی پٹنہ یونیورسٹی کے شعبہ مخطوطات میں موجود ہے- جس میں خانقاہ انجھر کے بانی ان کے تینوں فرزندوں، پوتوں اور مریدوں کا حال درج ہے- اس کے مولف حضرت علی شیر شیرازی جو بانی خانقاہ کے خاص ساتھیوں میں تھے- اور اس کی تالیف ان کی وفات کے صرف ۶ سال بعد ۹۶۴ھ میں ہوئی- جیسا کہ نسخہ کے آخر میں مندرجہ ذیل ایک منظوم قطعہ سے معلوم ہوتا ہے-

گرفتم قلم رابہ بستم دولب — نوشتم مناقب ہم اندر سہ شب
تو از حرف فاعل وحرف زماں — بکن سال تاریخ گفتن عیاں

لفظ شب تین بار کی عددی قیمت ۹۰۶ بشمول ۴۰ ''م'' کے عدد ہیں ۹۴۶ ہوتی ہے حرف زماں فاعل سے مل کر سال تاریخ بنا ہے- شیرازی نے شیخ کے حالات زندگی کے لئے عربی میں تاریخ حسینی

مولفہ کریم الدین حسینی مکی کا بھی حوالہ دیا ہے۔

دس باب کے مخطوطہ میں شیخ کی ابتدائی زندگی (بغداد ۸۱۰ھ میں پیدا ہوئے محض ۲۳ سال کی عمر میں تعلیم سے فراغت حاصل کی اور ایک جید عالم ہوگئے، ۲۷ برس کے تھے کہ دعوت خلق اللہ پر مامور ہوئے کافی ریاضت اور مجاہدہ کے بعد رشد و ہدایت کی سرگرمیوں میں مشغول ہوئے) ہندوستان سے باہر ان کے مساعی اور ان کی تعلیم و تربیت کے مختلف دور کے بارے میں بہت ساری معلومات ہیں مثلاً یہ کہ انھوں نے کون سا نصاب تعلیم اختیار کیا کن اداروں میں اور کن علماء کی نگرانی میں تعلیم پائی ان کے عادات و خصائل (مجالست و موانست با ضعفاء علماء و فقرا و مساکین و بیماراں داشتے اگر تو انگرے برسیدے بہ او نیز التفات فرمودے لیکن بکم توجہی۔ نذر و ہدیہ کہ کسے آوردے بغرباء و مساکین دادے و موافق احتیاج برائے اتباع خود نیز ازاں برگرفتے و فعل عبث روانہ داشتے اکثر اوقات بلغات عربی و فارسی سخن گفتے در سیاحت و سفر ہر کجا کہ رفتے فی الحال در کلام مثل مردماں آں دیار در آمدے چوں بہ سرحد ہند رسید مشائخان ہند زبان ایشاں داشت و تلفظ آنرا کمال سعی می کرد) ان کی جسمانی حالت (جسیم البدن ہموار بلند بالا۔ پیوستہ شکم۔ فراخ پیشانی۔ باریک کشادہ ابرو بلند بینی۔ کشادہ نتھنے۔ عریض و دراز محاسن سفید ریش جس میں انتقال کے وقت خال خال سیاہ بال تھے۔ عریض الصدر ہاتھوں کی انگلیاں لمبی آنکھیں اور کان متوسط اور صاف چہرہ) پوشاک کی نوعیت (چوتھا باب اک لاطیہ ٹوپی پہنتے تھے جو سر میں چپکی رہتی تھی اور جس کا رنگ سفید یا سبز ہوا کرتا تھا کلاہ ناشرہ کہ سر سے قدرے بلند تر ہوتی ہے کافروں کا پہناوا سمجھتے تھے۔ اسی طرح سرخ رنگ سے بھی تنفر تھا۔ کلاہ لاطیہ پر ایک سفید عمامہ جس میں گرہیں پڑی رہتی تھیں اور جو شکل میں گول ہوتا تھا جسم کے گرد ایک سفید پیراہن یا لمبا چغا کرتے کے ساتھ اور اس پر کالے اون کا ایک کمبل موسم سرما میں استعمال کرتے تھے) اسلام سے انھیں کس درجہ الہیت اور گرویدگی تھی اور دوسرے لوگوں اور ملکوں کی زبان میں مہارت حاصل کرنے کا کتنا شوق تھا (چھٹا باب گفتگو اور زباں پر اپنے سفر کے دوران جہاں کہیں بھی وہ گئے انہوں نے علاقائی بات چیت کو اپنا یا وقت ضائع نہیں کیا ہندوستان کے سرحدی علاقوں میں وہ اس قابل تھے کہ ہندی مشائخ یعنی مقدس لوگوں سے ان کی زبان میں صحیح تلفظ کے ساتھ گفتگو کر سکیں) اور وہ کون لوگ تھے جن سے عراق سے ہندوستان تک کے سفر کے دوران وہ متعارف ہوئے اور استفادہ اور افادہ کیا چونکہ یہ چیزیں تاریخ و تمدن کے متعلم کے لئے دلچسپی سے خالی نہیں اس لئے تنگی وقت اور تعداد اوراق کے محدود اصرافیہ کے پیش نظر مضمون نگار مجبور ہے کہ شیخ کے محض چند ایسے واقعات کے تذکرہ پر اکتفا کرے جن کا تعلق ان کی زندگی کے اس دور سے ہے جو ہندوستان میں گذرا۔

پہلی چیز جو کسی کی توجہ مخطوطہ کی طرف مبذول کرتی ہے وہ اتنا پہلے چھوٹا ناگپور کے سرحد پر گیا (حال اورنگ آباد) کے اُن علاقوں میں جو ہنٹر کے عہد تک (Hunter w.w.a.Statistical Accant of Bengal Page 18) پہاڑوں اور جنگلوں پر مشتمل تھے اور جن میں جنگلی جانور بھرے ہوئے تھے۔ اسلام کی پرامن اشاعت اور مسلم نو آبادیات کے متعلق ٹھیک ٹھیک حوالہ موجود ہے یہ محض اسلام کی خاطر تھا کہ حضرت سید محمد قادری نے ہندوستان کا دشوار گذار سفر کیا وہ داستان الم جس کو موجودہ داؤدنگر سب ڈویژن کے ایک مہاجر خداپرست اور طویل القامت شیخ محمد علی نے بیان کیا ہے بڑی جگر سوز ہے انھیں خواب میں حکم مہاجرت ملا تھا جیسا کہ تذکرہ نگار ہمیں یقین دلاتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت سید محمد قادری کے والد حضرت سید شمس الدین درویش قادری نے انھیں ہدایت کی کہ وہ ہندوستانیوں کی شکایت سنیں اور ان پر ظلم ڈھانے والوں سے ان کی دادرسی کی خواہش کریں اور ظالم کو ایمان کے دائرے میں لانے کی کوشش کریں۔۔ جس میں اگر ناکامی ہو تو اس کی تباہی و بربادی کے لئے دست بدعا ہوں اور اس سرزمین میں اقامت کریں تاوقتے کہ وہاں کے لوگ ان کی ہدایت سے راہ حق کو پائیں۔ انھیں اس بات کی ہدایت بھی ملی تھی کہ وہ ایک بہتر نسب بالخصوص سید ابوصالح احمد قادری کے خاندان میں شادی کریں جو قبل ہی ہندوستان منتقل ہو چکے تھے۔ شیخ نے اپنے چالیس رفقاء کے ساتھ ۸۴۶ھ میں گھوڑوں اور اونٹوں کی سواری پر پہاڑ اور وادی و صحرا اور چٹیل میدان سے بھرا ہوا راستہ بغداد سے بہار تک سات ماہ گیارہ دنوں میں طے کیا۔ سفر کے دوران وہ قندھار اور ملتان سے ہو کر گذرے (قندھار کا حاکم پہلے ہی سے سید نصیر الدین تبریزی کی زبانی شیخ کی شہرت سُن چکا تھا وہ اور وہاں کے جید عالم شیخ منصور نے ان کا پرجوش خیر مقدم کیا) اور دو ہفتہ کے لئے نُر ہر پور (یوپی) میں بھی ٹھہرے جہاں انھوں نے

حضرت فاطمہ عرف بی بی پیارن سے شادی کی آخیر میں وہ جیون نامی ایک ظالم راجہ کے اس علاقے میں پہنچے جہاں شیخ محمد علی کے خاندان پر ظلم وستم کیا گیا تھا-

خیال کیا جاتا ہے کہ چھوٹا ناگپور کے کول اور سنتھال، منڈا اور اوراؤں، چیرو اور کھریا کسی وقت بہار کے مختلف حصوں پر برسر اقتدار اور حکومت کرنے والے قبیلے تھے- بوکانن کی جمع کردہ روایتوں کے مطابق کول راجاؤں کی عملداری کسی وقت بیجناتھ دھام سے لیکر بنارس تک پھیلی ہوئی تھی- اور انگریز ماہرین آثار قدیمہ کنگھم وغیرہ نے لکھا ہے کہ جنوبی بہار میں بہت سے قریئے ناہموار قلعوں کے ساتھ یہاں وہاں نقطوں کی طرح بکھرے ہوئے تھے جن کی علاقائی روایتیں متوسط ہند کی کول یا جنگلی قوموں کی طرف منسوب تھیں- ان ماہرین نے کول سرداروں کے تین بڑے بڑے قلعوں کے نشانات کابر، کنتھہ، رام گڑھ اور شاہ آباد میں پائے- اس سلسلے میں شیرازی نے بھی ہماری معلومات میں اضافہ کیا ہے اور ہمیں بتلایا ہے کہ وہ جگہ جہاں شیخ وارد ہوئے اور بعد میں زہنا کہلائی ایک نشیبی زمین تھی-- جس کے نزدیک ایک ندی بہتی تھی اور یہ جنگلی جانوروں اور حشرات الارض کی آماجگاہ تھی- سرحد پر واقع ایک خام قلعہ بند جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ محمد علی چلا اُٹھے یہی اس ظالم کا قلعہ ہے جس نے ہم لوگوں پر ظلم کیا ہے- اور ہمارے بھائیوں کو اہل وعیال سمیت شہید کیا کیونکہ ہمارا ایک رشتہ دار یہاں تک آگے بڑھ گیا تھا کہ اس نے اس ظالم سے مباحثہ کیا اور اعلان کردیا کہ بت اور بت پرستی مہمل اور لغو باتیں ہیں- اس پر قلعہ کے مالک نے ہمارے تمام رشتہ داروں کو ہلاک کردیا- میں نے بہر حال جنگ جاری رکھنے کا انتظام کیا اور ہر شخص کے سامنے اپنا المیہ دہرایا مگر کوئی مدد کو تیار نہ ہوا-

شیخ اس ظالم کے پاس پہنچے جس کا نام جیون تھا اور اس قبیلے سے تعلق رکھتا تھا جس کو ہندوستان میں کھولیا کہتے ہیں- انہوں نے فرمایا ''تم نے مسلمانوں کو کیوں قتل کیا؟ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے جو بہت بڑا منتقم ہے تمہارے لئے بہتر ہے کہ امن کا راستہ (اسلام) اختیار کرو ورنہ تمہیں سزا بھگتنی پڑے گی''- کولھیا سردار نے غصہ میں آپے سے باہر ہوکر کہا کہ تم کو اس سے کیا کام چلے جاؤ- شیخ زہنا کے ویرانہ میں آئے اور عذاب کے لئے خدا سے دعا کی خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ موسلا دھار بارش ہونے کی وجہ سے قلعہ کی دیواریں ڈھ گئیں اور جیون اپنے خاندان سمیت ملبے میں دب کر مرگیا- جیون کولھیا کا بھائی کرموں کولھیا جس کا وہاں سے ایک کوس دور ڈومرا پر زبردست اقتدار تھا شیخ کے در پے آزار ہوا مگر اُن کا کوئی نشان نہ پا کر تعاقب سے باز آیا-

شیخ نے ریاضت کا سلسلہ جنگل اور کوردہ علاقوں میں جاری رکھا جہاں بہت سے خوارق عادات دیکھنے میں آئے جس وقت وہ جنگل میں تھے تو ایک گوالہ مسلمان ہوا اس کو مذہبی تعلیم ہندی میں دی گئی اور اس کا نام صادق رکھا گیا- وہ شیخ اور ان کے پیروؤں کو دودھ مہیا کیا کرتا تھا- ایک دن اس نے حاجی خاں اور جامی خاں دو بھائیوں کو بری حالت میں دیکھا اور ایک دریا کے کنارے اپنی قسمت پر آنسو بہاتے ہوئے پایا اس نے ان لوگوں کا حال معلوم کیا کہ وہ دریا خاں لوہانی حاکم بہار کے کارندے ہیں جس نے انہیں سہسرام بھیجا تھا تاکہ وہاں کے ایک تاجر سے اس کے لئے ایک گھوڑا خرید لائے گھوڑا جس وقت ندی پار کررہا تھا اتفاقاً وہ ڈوب کر مرگیا- وہ اپنے آقا اور مالک دریا خاں لوہانی سے بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے جس کے بارے میں ان کا بیان تھا کہ وہ بے رحم اور مزاج کا بہت سخت آدمی ہے وہ دونوں شیخ کے پاس لائے گئے- جنہوں نے ان پر رحم کھا کر گھوڑے کی بازیابی کے لئے کامیابی کے ساتھ خدا سے دعا کی لیکن شیخ نے انہیں تاکید کردی کہ اس واقعہ کا ذکر والی بہار سے نہ کریں ورنہ گھوڑا پھر ضائع ہوسکتا ہے- مگر کسی طرح وہ اس تاکید کا لحاظ نہ کرسکے جس کے نتیجے میں پیشین گوئی کے مطابق دستیاب شدہ گھوڑا اچانک مرگیا- لیکن بہار کا حاکم تمام واقعات سے مطلع ہوکر شیخ کی کراماتی طاقت سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے طرح طرح کے تحائف بھیجے جو قبول کئے گئے اور آکر مرید ہوا- واضح ہو کہ اس دریا خاں لوحانی خاص فیل نے جو سکندر لودی کی طرف سے پٹنہ و بہار کا حاکم مقرر ہوا تھا اور جس نے ابراہیم لودی کے زمانے میں ایک مطلق العنان آزاد حکومت کی بنیاد ڈالی اور جس کے بیٹے نے پہاڑ خاں سے سلطان محمد کا خطاب اختیار کیا اور خطبہ وسکہ اپنے نام کا جاری کیا شیخ محمد علی کی مصیبتوں پر کوئی توجہ نہیں کی تھی اس لئے کہ اُسے اپنے حلوے مانڈے سے غرض تھی- مذہبی جھگڑوں میں پڑنا دوسرے حاکموں کی طرح اسے مصلحت کے خلاف معلوم ہوتا تھا- لیکن مسلمان تھا اس لئے شیخ کی بزرگی کا حال سن کر آپ کی طرف متوجہ ہوا-- جس جگہ یہ واقعہ

رونما ہوا تھا وہاں پر اس نے ایک مسجد ایک خانقاہ اور ایک محل (کوشک) بنانے کا حکم دیا۔

شیخ کی شہرت دور دور پھیل گئی خاص کر اس کے بعد جبکہ بہار کے طاقتور حاکم کی توجہ اُن پر مبذول ہوئی لوگ جوق در جوق ان کے پاس آنے لگے اس لئے انھوں نے اپنے پیروکاروں کو وہ جگہ چھوڑ کر ایک ایسے ویرانے میں چلنے کی ہدایت کی جو لوگوں کی رسائی سے دور ہو۔ صادق اس فیصلہ کو سن کر متحیر ہوا اور اُس نے اُن سے سوال کیا خواجہ! آپ ایسے آراستہ مسکن کو چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں؟ آپ نے تو صعوبتوں کا زمانہ یہاں گزارا اور جب کچھ آرام کی صورت پیدا ہوئی تو دشوار مقامات میں جانے کا ارادہ فرما رہے ہیں وہ ایک ہندی نژاد اور کم سواد تھا اتنا ذہین اور تیز فہم نہیں تھا کہ امور کی حقیقت کو سمجھ پائے حضرت شیخ نے اس کو ہندی ہی میں جواب دیا ”نہ ماناجیو الہ ینہانہ رہنا ہُوا“ (میرا دل یہاں رہنے کو نہیں چاہتا) اس وقت سے وہ جنگل جھیل سمیت نرہنا کہلانے لگا۔

کچھ مہینے کے بعد شیخ موصوف انجھر شریف تشریف لائے اور یہیں مقیم ہو گئے۔ ایک دن کرموں کولھیا کے کانوں میں موذن کی اذان کی آواز پہنچی تو اس نے اس کے بارے میں دریافت کیا اس کو بتایا گیا کہ وہی شیخ ہیں جن کا تعاقب اس نے بالخصوص دریا خاں حاکم بہار کے ڈر سے چھوڑ دیا تھا ہو سکتا ہے کہ عنقریب ایسے حالات پیدا ہو جائیں جس کا نتیجہ آخر کار اسکی جنگلی علاقوں کی سرداری کے لئے نقصان کی صورت میں برآمد ہو۔ یہ سن کر اس نے کفار کی ایک جماعت کو شیخ اور ان کے پیروں کی ہلاکت کا حکم دے کر بھیجا لیکن وہ لوگ یا تو برق و باد کی زد میں آگئے یا منتشر ہو کر رہ گئے تب اُس نے اپنے بیٹے چھیتر کو بھیجا جس کے حکم سے شیخ پر ٹھیک اس وقت پتھر پھینکے گئے جبکہ وہ عبادت میں مشغول تھے ان کی پیشانی کو بری طرح چوٹ آئی اس واقعہ نے شیخ محمد مجذوب مدنی کو اتنا مشتعل کر دیا کہ انھوں نے چھیتر کو ہلاک کر دیا اور اسے جھیل کے نزدیک دفن کر دیا اس کے ساتھی جو ہمت ہار چکے تھے بھاگ کھڑے ہوئے اس واقعہ نے خود کرموں کولھیا کو میدان میں لا کھڑا کیا کرموں اور شیخ حسن کے درمیان کچھ سوال و جواب کے بعد جب کول سردار نے شیخ کو مارنے کے لئے تلوار کھینچی تو خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ اپنے ہی ہتھیار سے آپ ہلاک ہو گیا۔

ان کے علاوہ کچھ دوسرے واقعات بھی مندرج ہیں مثلاً شیخ احمد کی دعوت پر شیخ کا ہانسی پور تشریف لانا۔ شروع میں ملک قاذن کی طرف سے ناقدری اور سوئے ادبی کا مظاہرہ اور آخر کار اس کا اظہار تاسف و ندامت وغیرہ۔ شیخ کے نرہنا آنے کے سال بھر کے اندر ہی رونما ہوئے۔ شیخ حسن کا جن کی ذات کو ان تمام امور میں بہت دخل تھا اور جو ۸۴۷ھ میں شیخ کی منکوحہ (بی بی پیارن) کو لانے کے لیے سر ہر پور متصل کچھوچھہ شریف بھیجے گئے تھے سر ہر پور میں انتقال ہو گیا اور وہ وہیں مدفون ہوئے۔ بی بی پیارن اپنے بھائی سید حسن بن تاج الدین ابو عبدالرزاق بن سید صالح احمد اور ان کے آدمیوں کی نگرانی میں انجھر شریف پہنچیں۔ ایک مرتبہ شیخ کے دل میں خیال گذرا کہ میں جتنا بھی عزلت کی زندگی گزارنا اور ہجوم سے دور رہنا چاہتا ہوں اپنے آپ کو خدا کے سامنے مجبور پاتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی مرضی کچھ اور ہے بنگال سے ایک مرید شیخ مسعود نے طلائی مہروں کی ایک تھیلی بھیجی جس کو خود ان کے پیروکاروں میں کپڑے لتے اور دیگر اخراجات کے لیے تقسیم کر دیا گیا واقعات کا سلسلہ یونہی چلتا رہا۔ مثلاً عثمان خاں اور میاں خان کا جبکہ وہ شیخ پورہ سے کشتی پر آ رہے تھے۔ پانی میں ڈوبنے سے حیرت انگیز طور پر بچ جانا اور بہار شریف کے ایک تعلیم یافتہ شخص ملا بھیکن بہاری کو خواب میں ہدایت ملنا کہ وہ شیخ کی طرف رجوع کریں اور ان کے دو لڑکوں معین الدین اور جلال الدین کی تعلیم و تربیت میں مشغول ہوں۔ یہ دونوں لڑکے سلسلہ وار ۸۴۸ھ اور ۸۵۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ سب سے چھوٹے بیٹے نظام الدین اور تین لڑکیاں تھیں۔

اوپر دیئے ہوئے تفصیلی جائزے میں اگلے مسلمانوں کی سرگرمی سے متعلق کچھ بہت ہی قیمتی معلومات ہیں۔ یعنی یہ کہ انھوں نے کس طرح جنگلی جانوروں سے بھرے ہوئے اجنبی مقامات میں کول بھیل قدیم اقوام (جنھوں نے مورچہ بندی کی تھی اور خطرناک جنگلوں نا قابل دخول علاقوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا تھا) کے نیم ہندو سرداروں کے درمیان اپنے اعتقادات کی اشاعت کی۔ اور مزید بہت ساری باتوں میں سے ایک اہم بات یہ ہے کہ ان باشندوں کو سمجھنے اور اُن کے دل میں اتر جانے کے لئے ان کی زبان کو سیکھ کر (اس کے پہلے کہ شیخ انجھر نے ہندوستان کو اپنا گھر اور مستقل جائے سکونت قرار دیا) اور ملکی لوگوں کی زبان سے اس قدر آشنائی حاصل کی کہ —— بقیہ صفحہ 23 پر دیکھیں